محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۲۸)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت عبد اللہ بن شہاب رضی اللہ عنہ

نام و نسب

حضرت عبد اللہ بن شہاب کا اصل نام عبد الجان بن شہاب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما کر عبد اللہ بن شہاب کر دیا۔ ان کے دادا کا نام عبد اللہ بن حارث تھا۔ قبیلہ کے جد زہرہ بن کلاب ان کے سکڑ دادا تھے۔ حضرت عبد اللہ بن شہاب مشہور فقیہ و محدث ابن شہاب زہری کے نانا (دادا: ابن حجر) تھے۔ زہری کے پر دادا کا نام بھی عبد اللہ بن شہاب تھا۔ بنو خزاعہ کے عتبہ بن مسعود کی بیٹی ان دونوں کی والدہ تھیں۔ دونوں اجداد کو ممیز کرنے کے لیے نانا کو عبد اللہ اکبر اور پر دادا کو عبد اللہ اصغر کہا جاتا ہے۔ ابن سعد کا بیان اس کے برعکس ہے، وہ پر دادا کو عبد اللہ اکبر اور نانا کو عبد اللہ اصغر قرار دیتے ہیں۔ ابو مخرمہ حضرت عبد اللہ بن شہاب کی کنیت تھی۔

ایمان و اسلام

حضرت عبد اللہ بن شہاب اسلام کے ابتدائی دور میں نور ایمان سے منور ہوئے۔

ہجرت حبشہ

حضرت عبداللہ بن شہاب اکبر (ابن عبدالبر، ابن اثیر۔ اصغر: ابن سعد) نے حضرت جعفر بن ابو طالب کے قافلے کے ساتھ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حصہ لیا۔ ابن اسحٰق اور ابن ہشام نے حضرت عبداللہ بن شہاب کو مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا۔

حبشہ سے رجوع

حضرت عبداللہ بن شہاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل مکہ لوٹ آئے (اسد الغابۃ ۳/۱۸۴)۔ بلاذری کہتے ہیں: حضرت عبداللہ حضرت جعفر بن ابو طالب کے قافلے کے ساتھ حبشہ گئے اور انھی کے ساتھ حبشہ سے مدینہ ہجرت کی۔

جنگ احد

حضرت عبداللہ بن شہاب کے پردادا عبداللہ بن شہاب اصغر نے جنگ احد میں مشرکوں کا ساتھ دیا۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے چار مشرکوں عبداللہ بن شہاب (عبداللہ بن حمید اسدی: ابن اثیر)، ابی بن خلف جمحی، ابن قمیئہ (یا قمئہ) تیمی اور عتبہ بن ابی وقاص نے باہمی عہد کیا تھا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سامنا ہوا تو ان کی جان لے لیں گے یا خود مر جائیں گے۔ ابتدائی شکست کے بعد کفار کا غلبہ ہوا تو عبداللہ بن شہاب پکارتا ہوا آیا: مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پتا بتاؤ، اگر وہ بچ گئے تو میں نہ بچوں گا۔ مشہور روایت میں یہ قول ابی بن خلف سے منسوب کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن شہاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روے مبارک (ابن اسحٰق، ابن عبدالبر، ابن اثیر۔ پیشانی: ابن ہشام، ابن کثیر) زخمی کیا۔ ابن قمیئہ نے رخسار مبارک پر زخم لگائے، آپ کے خود کی کڑیاں چہرۂ مبارک کی جلد میں گھس گئیں، اس نے تلوار بھی سونتی، لیکن وار نہ کر سکا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے اپنے ہاتھ سے اس کا وار روکا۔ عتبہ نے چار پتھر پھینک کر سامنے کا داہنا نچلا دانت شہید کیا اور لب مبارک شق کر دیا۔ ابی بن خلف نے حملہ کرنے کے لیے بھالا اٹھایا، لیکن آپ نے اس سے چھین کر اسی کی (یا حضرت زبیر بن عوام یا حضرت حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر اس کی) انی اسے چبھوئی اور وہ مکہ جاتے جاتے دوسرے روز جہنم رسید ہو گیا۔ عبداللہ اصغر نے بعد میں اسلام قبول کر لیا۔ زہری سے پوچھا گیا: کیا آپ کے جد نے جنگ بدر میں حصہ لیا تو انھوں جواب دیا: ہاں دوسری، یعنی مشرکوں کی جانب سے۔ انھوں نے دادا یا نانا ہونے کی وضاحت نہیں کی۔

سن وفات میں اختلاف

مشہور روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن شہاب نے ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں وفات پائی۔ ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق زندگی نے انھیں حبشہ و مدینہ، دونوں ہجرتوں کی مہلت نہ دی۔ ایک شاذ روایت کے مطابق وہ مکہ فتح ہونے کے بعد مکہ میں فوت ہوئے۔ بلاذری کے خیال میں ان کا انتقال عہد عثمانی میں ہوا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، المنتظم فی تواریخ الملوک و الامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

حضرت اربد بن حمیر رضی اللہ عنہ

اربد، سوید یا زید

حضرت اربد بن حُمیر (ابن سعد، مکتبہ الخانجی۔ ابن عبد البر) کے مختلف نام اربد بن حمیرہ (ابن سعد، دار الفکر)، اربد بن جبیر (ابن حجر)، اربد بن مخشی، اربد بن حمزہ، سوید بن حمیر، سوید بن مخشی، زید بن مخشی (شاذ) روایت کیے گئے ہیں۔ وہ بنو اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتے تھے اور بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ ابو مخشی حضرت اربد کی کنیت تھی۔

ابن سعد دوسرا نقطۂ نظر بھی پیش کرتے ہیں: حضرت سوید بن مخشی (یا عدی) الگ شخصیت ہیں، جن کا تعلق بنو طے سے تھا اور ان کا حلف و پیمان بھی بنو عبد شمس سے تھا۔

ہجرت حبشہ

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ حضرت اربد کو ہجرت حبشہ کی سعادت حاصل ہوئی (ابن اثیر، ابن حجر)۔ ابن ہشام اور ابن جوزی نے مہاجرین حبشہ کی فہرست میں حضرت اربد بن حمیر کا نام شامل نہیں کیا۔

ہجرت مدینہ

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق حضرت اربد بن حمیر کا قبیلہ بنو غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھا۔ اس

قبیلے کے بیس صحابہ نے اکٹھے مدینہ ہجرت کی اور قبا میں حضرت مبشر بن عبد المنذر کے ہاں مقیم ہوئے۔ ان اصحاب کے نام یہ ہیں: حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت ابواحمد بن جحش، حضرت اربد بن حمیر، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت عمرو بن محصن، حضرت شجاع بن وہب، حضرت عقبہ بن وہب، حضرت منقذ بن نباتہ، حضرت سعید بن رقیش، حضرت زید بن رقیش، حضرت محرز بن نضلہ، حضرت قیس بن جابر، حضرت مالک بن عمرو، حضرت صفوان بن عمرو، حضرت ثقف بن عمرو، حضرت ربیعہ بن اکثم، حضرت زبیر بن عبیدہ، حضرت تمام بن عبیدہ، حضرت سخبرہ بن عبیدہ اور حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش۔ صحابیات میں سے حضرت زینب بنت جحش، حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت ام حبیب بنت جحش، حضرت آمنہ بنت رقیش اور حضرت سخبرہ بنت تمیم شریک ہجرت تھیں۔

جنگ بدر

حضرت اربد نے جنگ بدر میں شرکت کی (ابن اسحٰق، ابن جوزی، ابن اثیر، ابن حجر)۔ ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ'' کی شرکاے بدر کی فہرست میں حضرت اربد بن حمیر کا نہیں، البتہ حضرت ابو مخشی طائی (سوید بن مخشی) کا نام شامل کیا۔ ابن کثیر نے 'البدایۃ والنہایۃ' میں 'ذکر من شهد بدرًا من المسلمين' کی سرخی لگا کر حرف السین کے آخر میں حضرت سوید بن مخشی ابو مخشی طائی کا نام درج کیا اور وضاحت کی: کہا جاتا ہے کہ ان کا نام اربد بن حمیر تھا۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے 'اصحاب بدر' میں حضرت اربد کا نام شامل نہیں کیا، البتہ حضرت سوید بن مخشی کا نام اس کتاب میں بھی موجود ہے۔

بعد کی زندگی

حضرت اربد بن حمیر کی جنگ بدر کے بعد کی مدنی زندگی، ان کے اہل و عیال اور سن وفات کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔ مورخین نے حضرت سوید بن مخشی کے بارے میں، اگر وہ الگ شخصیت ہیں، وضاحت کی ہے کہ وہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ

نسب

حضرت شجاع بن وہب (ابن حجر۔ابو وہب: ابن عبد البر، ابن اثیر) کا تعلق بنو اسد بن خزیمہ کی شاخ بنو غنم بن دودان سے تھا۔ان کے دادا کا نام ربیعہ بن اسد تھا۔ غنم بن دودان ان کے ساتویں اور اسد بن خزیمہ نویں جد تھے۔ خزیمہ بن مدرکہ پر ان کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرے سے جا ملتا ہے۔ کنانہ بن خزیمہ آپ کے چودھویں جد تھے۔

ایام جاہلیت میں حضرت شجاع کا خاندان بنو عبد شمس کے حرب بن امیہ کا حلیف تھا۔

حضرت شجاع بن وہب کی کنیت ابو وہب تھی۔

قبول اسلام

حضرت شجاع بن وہب کا شمار اسلام کی طرف سبقت کرنے والے صحابہ میں ہوتا ہے۔

ہجرت حبشہ

سیر صحابہ کے مصنفین ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن حجر نے حضرت شجاع بن وہب کو مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ وہ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شامل تھے۔بنو عبد شمس کے حلفا میں سے حضرت عبد اللہ بن جحش، حضرت قیس بن عبد اللہ اور حضرت معیقیب بن ابو فاطمہ ان کے ہم سفر تھے۔ ابن ہشام، ابو نعیم اصفہانی، ابن جوزی اور ابن کثیر نے حضرت شجاع بن وہب کا نام مہاجرین حبشہ کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔

ہجرت مدینہ

حضرت شجاع بن وہب نے مشرکین مکہ کے ایمان لانے کی افواہ سنی تو حبشہ سے لوٹ آئے۔چند برس ان کا قیام مکہ میں رہا، اس دوران میں کفار کا جور و ستم جاری رہا۔ نبوت کے تیرھویں سال بیعت عقبۂ ثانیہ ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کرنے کا اذن عام دے دیا۔ حضرت شجاع بن وہب کے قبیلے بنو غنم بن دودان کے بیس صحابہ پر مشتمل قافلے نے اکٹھے سفر ہجرت کیا۔ حضرت شجاع کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن جحش،

حضرت اربد بن حمیر، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت عقبہ بن وہب، حضرت منقذ بن نباتہ، حضرت محرز بن نضلہ اور حضرت صفوان بن عمرو شریک سفر ہجرت تھے۔ مدینہ کی نواحی بستی قبا میں حضرت مبشر بن عبد المنذر کے گھران کا قیام ہوا۔

مواخات

۸ / ربیع الاول ۱۴ / نبوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ تشریف لے آئے۔ ہجرت کے پانچ ماہ بعد آپ نے مہاجرین و انصار کو حضرت انس بن مالک کے گھر میں جمع کر کے اخوت اسلامی کا وعظ فرمایا اور انصار و مہاجرین کو فرداً فرداً ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔ اسے مواخات (بھائی چارہ) کہتے ہیں۔ آپ نے حضرت اوس بن خولی کو حضرت شجاع بن وہب کا انصاری بھائی قرار دیا۔

غزوات

حضرت شجاع بن وہب نے اپنے بھائی حضرت عقبہ بن وہب کے ساتھ جنگ بدر میں حصہ لیا۔ بنو عبد شمس کے حلیفوں میں سے حضرت عبد اللہ بن جحش، حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت ابوسنان بن محصن، حضرت محرز بن نضلہ، حضرت یزید بن رقیش اور حضرت ربیعہ بن اکثم بھی شرکاے معرکۂ فرقان تھے۔ حضرت شجاع نے جنگ احد اور باقی تمام غزوات میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔

سریۂ عکاشہ

ربیع الاول ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کی قیادت میں چالیس اصحاب کا ایک سریہ مدینہ سے نجد کی طرف جانے والے راستے پر واقع بنو اسد بن خزیمہ کے چشمے غمر (یا غمرہ) کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت شجاع بن وہب اسدی اور حضرت ثابت بن اقرم بلوی اس میں شامل تھے۔ حضرت عکاشہ بن محصن تیز رفتاری کے ساتھ غمر پہنچے، لیکن اس اثنا میں بنو اسد کے افراد چوکنے ہو گئے اور اپنے گھر خالی کر کے نکل گئے۔ حضرت عکاشہ نے حضرت شجاع بن وہب کو ان کی کھوج کے لیے بھیجا۔ چوپایوں کے قدموں کے نشانات نظر آنے پر اہل سریہ ان پر چلتے ہوئے آگے بڑھے۔ انھیں بنو اسد کا ایک شخص سوتا ہوا ملا، اس نے جان بخشی کے وعدے پر بتایا کہ میرے چچیرے اپنے اونٹ لے کر اپنے علاقے کے بلند مقام پر چلے گئے ہیں۔ اس کی نشان دہی پر حضرت عکاشہ ایک ٹیلے پر پہنچے اور وہاں موجود اونٹوں کو ہانک کر مدینہ لے آئے۔ ان کی

تعداد سو یا دو سو تھی۔ بنو اسد کے افراد وہاں بھی نہ ملے۔

سریۂ شجاع بن وہب

بنو ہوازن کی اسلام دشمنی حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ اس کا اظہار فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین میں بھی ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ربیع الاول ۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شجاع بن وہب کی قیادت میں چوبیس مجاہدوں کا ایک دستہ بنو ہوازن کی شاخ بنو عامر بن ملوح کے ایک جتھے کی سرکوبی پر مامور فرمایا، جو مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر رکبہ کے مقام کے پاس صحراے سیّ میں جمع تھا۔ حضرت شجاع دن کو چھپتے ہوئے اور رات کو یلغار کرتے ہوئے یکایک ان پر جا پڑے اور غلبہ پا کر بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں چھین لائے۔ اس سریہ میں پندرہ دن صرف ہوئے۔ مال غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر ایک سپاہی کو پندرہ پندرہ اونٹ ملے تھے، دیگر اسباب و سامان اس کے علاوہ تھا۔ بیس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر شمار کیا جاتا تھا۔ کچھ مورخین کا کہنا ہے کہ چند قیدی بھی ان کے ہاتھ آئے اور امیر سریہ نے ایک گوری چٹی باندی اپنے پاس رکھی۔ قیدیوں کے اہل خانہ انھیں چھڑانے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر سریہ سے مشورہ کر کے اسیر لوٹا دیے۔ حضرت شجاع نے باندی کی قیمت ادا کر دی تو وہ ان کے ساتھ رہنے پر آمادہ ہو گئی اور ان کی شہادت تک ان کے ساتھ رہی، اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

سفارت نبوی

ذی الحجہ ۶ھ یا ۷ھ: صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آئے تو عرب و عجم کے پڑوسی حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دینے کا فیصلہ فرمایا۔ آپ نے آٹھ (طبری: چھ) صحابہ کو سفیر منتخب کر کے ان حکمرانوں کی طرف روانہ فرمایا، شام کے عرب نصرانیوں کے حاکم حارث بن ابو شمر غسانی کی طرف حضرت شجاع بن وہب اسدی، شاہ ایران خسرو پرویز کی طرف حضرت عبد اللہ بن حذافہ، قیصر روم کی طرف حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی، شاہ حبشہ نجاشی کی طرف حضرت عمرو بن امیہ ضمری، اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف حضرت حاطب بن ابو بلتعہ، یمامہ کے رئیس ہوذہ بن علی کی جانب حضرت سلیط بن عمرو عامری، عمان کے رؤسا جیفر بن جلندی اور عباد بن جلندی کی طرف حضرت عمرو بن العاص اور بحرین میں بنو عبد القیس کے حکمران منذر بن ساوی کی طرف حضرت علاء بن حضرمی آپ کے سفیر تھے۔ تمام سفرا کو جمع کر کے آپ نے

خصوصی خطبہ دیا اور فرمایا: تمھارا سفر بہت اہم ہے، بنی اسرائیل کی طرح میرے احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حواریوں کو ایسا حکم دیا تھا، کچھ خوشی سے بجالائے، کچھ نے ناپسند کیا۔ صحابہ نے یقین دلایا: آپ جہاں چاہیں ہمیں بھیج دیں، ہم آپ کا فرمان بجالائیں گے (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۶۴۴۴)۔

آخری غسانی حاکم حارث کے پاس

حضرت شجاع بن وہب کو روانہ کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خط لکھوایا اور مہر لگا کر ان کے حوالے کیا: ''محمد رسول اللہ کی جانب سے حارث بن ابوشمر کے نام۔ اس شخص پر سلامتی ہو جو راہ راست پر چل کر ایمان لے آیا اور تصدیق کی۔ میں تمھیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لا شریک پر ایمان لے آؤ، تبھی تمھاری سلطنت تمھارے پاس رہے گی''۔

حضرت شجاع نخلستان دمشق، غوطہ پہنچے تو دربان کو قیصر روم ہرقل کی مہمان نوازی کے لیے کھانے اور تحائف تیار کرنے میں مشغول پایا جو ایرانی افواج کا حملہ پسپا کرنے کے بعد حمص سے ایلیا جا رہا تھا۔ حضرت شجاع حارث کے محل کے دروازے پر دو تین دن ٹھیرے رہے اور دربان کو بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ اس نے جواب دیا: آپ حاکم سے نہیں مل سکتے جب تک وہ فلاں دن باہر نہ آئیں۔ اس اثنا میں حاکم کے رومی دربان مری (دوسری روایت: مرا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی دعوت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت شجاع نے آپ کی صفات اور دعوت دین کے بارے میں بتایا تو اس پر رقت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگ گیا۔ اس نے بتایا کہ اس نے انجیل پڑھ رکھی ہے اور اس میں آنے والے نبی کی بعینہٖ یہی صفات پائی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ وہ شام میں آئیں گے، لیکن ان کا ظہور کھالیں دباغت کرنے والی سرزمین عرب میں ہوا۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی نبوت کی تصدیق کرتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایمان لانے پر حارث مجھے قتل کرا دے گا۔ مری اب حضرت شجاع بن وہب کی عزت افزائی اور خاطر تواضع کرنے لگا۔ اس نے حارث کی طرف سے مایوسی کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ قیصر سے ڈرتا ہے۔

جس دن حارث بن شمر نے تاج پہن کر دربار سجایا تو حضرت شجاع کو بلایا۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیا تو اس نے پڑھ کر پھینک دیا اور بولا: کون میری سلطنت مجھ سے چھین سکتا ہے؟ میں ایسا کرنے والے پر یلغار کر دوں گا۔ اگر وہ یمن میں ہوا تو وہاں پہنچ جاؤں گا۔ لوگوں کو روکے رکھو، وہ رات تک دربار میں بیٹھا رہا، فوجی تیاریوں کا جائزہ لیا اور گھوڑوں کو نعل لگوانے کا حکم دیا۔ پھر قیصر کو خط لکھ کر قاصد رسول کے آنے

اور اپنے ارادے کی اطلاع کی۔ جس وقت خط ہرقل کو ملا، وہ ایلیا میں تھا اور اس کے پاس حضرت دحیہ کلبی بیٹھے تھے۔ قیصر نے جواب بھیجا: فوج کشی کا نہ سوچو، قاصد کو جانے دو اور ایلیا میں مجھ سے ملاقات کرو۔ حارث بن شمر کو جب خط کا جواب ملا، حضرت شجاع وہیں تھے۔ اس نے حضرت شجاع کو بلا کر پوچھا: تم اپنے صاحب کے پاس کب واپس جاؤ گے؟ انھوں نے کہا: کل۔ حارث نے ان کو سو مثقال (ایک مثقال کا موجودہ وزن سوا چار گرام۔ CalcProfi.com کے مطابق ۴۲۵،۴ گرام) سونا دینے کا حکم دیا اور دربان مری نے جیب خرچ اور کپڑوں کا ایک جوڑا تحفے میں دیا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچانا اور بتانا: میں آپ کے دین کا پیرو ہوں۔ حضرت شجاع نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام روداد سنائی تو آپ نے فرمایا: مری نے سچ کہا اور حارث کی سلطنت برباد ہو گی۔ ابن سعد اور ابن کثیر نے صراحت کی ہے کہ حارث ایمان نہ لایا، البتہ کچھ اہل سیر کا خیال ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا، لیکن اپنا اسلام چھپائے رکھا (المنتظم فی تواریخ الملوک والامم ۸۰۸-۸۰۹۔ عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر ۳۵۶-۳۵۷۔ السیرۃ الحلبیۃ ۱۰۸۵)۔

حارث بن ابو شمر فتح مکہ کے سال (۸ھ میں) فوت ہوا۔

دوسری روایات

حضرت شجاع بن وہب کے سفارتی سفر کی مشہور روایت یہی ہے جو ہم نے بیان کی، تاہم تمام تاریخی واقعات کی طرح اس سے مختلف روایتیں بھی موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب الیہ کا نام منذر بن حارث بن ابو شمر، جبلہ بن ایہم، جبلہ بن حارث بن ابو شمر بتایا گیا ہے، حتیٰ کہ زہری کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن حذافہ کے بجاے حضرت شجاع بن وہب مکتوب نبوی لے کر شاہ ایران کسریٰ کے پاس گئے۔ کسریٰ کا نام لینے کے بعد انھوں نے وہ ساری تفصیل نقل کر دی جو حضرت عبداللہ بن حذافہ کے حالات زندگی میں بیان ہوئی (دلائل النبوۃ، بیہقی ۳۸۸/۴۔ السیرۃ النبویۃ، ابن کثیر ۵۱۲/۴)۔

عہد صدیقی

زمانۂ جاہلیت میں عرب قبائل کسی قومی مالیاتی نظم کے پابند نہ تھے۔ اسلام کی آمد کے بعد زکوٰۃ کا نظام قائم ہوا تو انھیں اپنی آزادی سلب ہوتی نظر آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں وہ زکوٰۃ ادا کرتے رہے، لیکن آپ کی وفات کے بعد ان کی خود رائی عود کر آئی۔ مدینہ آ کر انھوں نے خلیفۂ اول حضرت ابو بکر سے درخواست

کی: نمازیں ہم پڑھتے ہیں، زکوٰۃ ہم کو معاف کر دو۔ان کے صاف انکار پر وہ آمادۂ جنگ ہو گئے۔ منع زکوٰۃ کے ساتھ مدعیان نبوت نے بھی شورش برپا کر دی۔ چنانچہ حضرت ابو بکر کا ابتدائی دور ان فتنوں کو فرو کرنے میں صرف ہو گیا۔ارتداد کی جنگوں میں جنگ یمامہ اہم جنگ تھی جو ۱۱ھ (۶۳۳ء) میں جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ چالیس ہزار عربوں نے یہ کہہ کر اس کا ساتھ دیا کہ قبائل ربیعہ کا کذاب ہمیں قبائل مضر کے صادق و امین سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں برپا ہونے والے اس معرکے میں حضرت شجاع بن وہب نے بھرپور حصہ لیا اور داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

وفات اور حلیہ

جنگ یمامہ (۱۱ھ) میں شہادت کے وقت حضرت شجاع بن وہب کی عمر چالیس برس سے اوپر تھی۔

حضرت شجاع دبلے، لمبے اور خمیدہ کمر تھے۔ان کی عائلی زندگی کے بارے میں معلومات موجود نہیں۔

روایت حدیث

حضرت شجاع بن وہب سے کوئی روایت مروی نہیں۔

مطالعۂ مزید: کتاب المغازی (واقدی)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، معرفۃ الصحابۃ (ابو نعیم اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر (ابو الفتح بن سید الناس)، السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین (محمد بن طولون)، السیرۃ الحلبیۃ (نور الدین حلبی)، Wikipedia۔